پیغام سیرت

حجاب اور تعلیماتِ نبوی ﷺ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد

جب سے مسلمان مختلف غلامیوں سے دوچار ہوئے ہیں، اس وقت سے وہ متعدد حوالوں سے مسلسل مسائل ومصائب سے دوچار رہتے چلے آرہے ہیں، مسلمانوں کی اس غلامی کا آغاز ریاستی وحکومتی غلامی سے ہوا تھا۔ اس غلامی نے مزید کئی طرح کی غلامیوں کو جنم دیا، اور ظاہری اعتبار سے اس غلامی سے آزاد ہوجانے کے باوجود بھی مسلمان آج تک متعدد غلامیوں سے دوچار ہیں، جن میں سب سے زیادہ ضرر رساں اور خطرناک دو طرح کی غلامیاں ہیں، ۱۔ فکری غلامی، ۲۔ مالیاتی غلامی، ان میں بھی فکری غلامی اس حد تک خطرناک ہے کہ اس کے نتیجے میں مسلمان بسا اوقات اپنا عقیدہ تک کھو بیٹھتا ہے، اس غلامی نے ہمارے ہاں بہت سی گمراہیاں اور غلط فہمیاں پیدا کی ہیں، جن میں ایک اہم غلط فہمی پردے سے متعلق احکامات الٰہیہ سے ہے، یہ مسئلہ آزادیٔ نسواں سے تعلق رکھتا ہے، اور اس کی بہت سی شاخوں میں سے ایک اہم شاخ ہے،

مسئلہ حجاب کے بہت سے پہلو ہیں، ایک تو یہ کہ خود حجاب ضروری ہے، یا نہیں؟ تو الحمد اللہ یہ مسئلہ متفقہ ہے، کیونکہ اس کا ذکر صراحت کے ساتھ قرآن حکیم میں موجود ہے، لیکن اس مسئلے کا دوسرا پہلو اختلافی ہے، اور وہ ہے حجاب یعنی پردے کی حدود، یعنی کیا پردے میں چہرہ شامل ہے یا نہیں؟ یہ بحث تو آئندہ سطور میں تفصیل کے ساتھ ذکر ہو رہی ہے، لیکن یہاں یہ عرض کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اگر بالفرض کسی کے نزدیک چہرہ پردے کی تعریف سے خارج ہے، تب بھی کیا یہ ایسا مسئلہ ہے جس پر امتِ مسلمہ کے تمام مسائل کا حل موقوف ہو؟ خصوصاً آج وہ جس قدر بحرانوں سے دوچار ہے، ان حالات میں قوم کو اس

بحث میں الجھا کر انہیں چہرے کے پردے کو ترک کرنے کی طرف راغب کرنا کس طرح خدمتِ دین اور دانشمندی قرار دی جاسکتی ہے؟ پھر یہ سوال بھی اہم ہے کہ اگر بالفرض چہرہ حدودِ حجاب سے خارج بھی ہے، تب بھی اگر کوئی خاتون اپنی خوشی سے چہرا چھپا رہی ہے تو اس میں قباحت کیا ہے؟ اگر بالفرض چہرہ چھپانا ضروری نہیں ہے تو بھی کیا اس کا کھولنا فرض اور حکمِ شرعی ہے جس پر اتنا زورِ قلم صرف کیا جارہا ہے؟

دراصل ہمارے ہاں کافی عرصے سے اجتہاد کے نام پر تجدد کے مظاہر سامنے آرہے ہیں، ان میں یہ بات زور دے کر پیش کی جارہی ہے کہ ہمارے ''فہمِ اسلام'' کے مطابق فلاں مسئلہ یوں ہونا چاہئے، حالانکہ دیکھا جائے تو یہ الفاظ خود اس امر کی تردید کررہے ہیں کہ یہ حکم خداوندی ہے، (۱) یہ مسئلہ بھی ایسی فکر کے ہاتھوں متنازع بن گیا ہے، حالانکہ قرآن وسنت کا بغور مطالعہ اس باب میں ہر طرح کی الجھن رفع کرنے اور اسلام کا پیغام واضح کرنے کے لئے کافی ہے۔

پردے کی ضرورت:

انسان کی معاشرتی زندگی میں ستر اور پردہ دونوں خاص اہمیت کے حامل ہیں، انسان کو اگر اسلامی تعلیمات کی روشنی میں دیکھا جائے تو فطرتِ انسانی اور اسلامی تعلیمات دونوں یکساں نظر آتی ہیں۔

پردے یا حجاب کا تعلق دراصل دو چیزوں سے ہے، ایک حیا اور شرم کا فطری داعیہ اور دوسری انسانی زندگی (مرد وعورت دونوں کی) کی گناہوں سے حفاظت۔ حیا اور شرم چونکہ فطری تقاضا ہے، اس لئے اسلامی تعلیمات میں بھی اس کی اہمیت بنیادی اور اساسی نوعیت کی ہے،

شرم و حیا:

حیا ایک بنیادی اور فطری وصف اور خلق ہے جو آدمی کو بہت سے برے کاموں اور فواحش و منکرات سے روکتا ہے اور اچھے اور پسندیدہ کاموں پر آمادہ کرتا ہے، لغت میں حیا کی تعریف یہ کی گئی ہے،

الحیاء انقباض النفس عن القبائح و ترکہ لذالک (۲)

قبیح چیزوں سے نفس کے انقباض کرنے اور اس بنا پر انہیں چھوڑ دینے کا نام حیا ہے

۱۔ کیونکہ اللہ کا حکم کسی کی فہم کا پابند نہیں، ہاں محض اجتہادی معاملات میں صرف مجتہدین کو جو اجتہاد کی تمام لازمی شرائط پر پورا اترتے ہوں قرآن وسنت کی روشنی میں اپنی رائے کے اظہار کی اجازت ہے۔ ۲۔ راغب اصفہانی / المفردات / مصطفےٰ البابی الحلبی مصر ۱۳۶۱ھ/ص ۱۴۰، ☆ جاراللہ زمخشری / الفائق / دارالفکر بیروت ۱۹۹۳ء/ ج ۱ / ص ۳۴۱

عرف عام میں تو حیا کا مطلب یہی سمجھا جاتا ہے کہ آدمی شرمناک اور فحش کاموں سے اجتناب کرے لیکن قرآن و حدیث کی اصطلاح میں حیا کا مفہوم بہت وسیع ہے، انسان کو سب سے زیادہ شرم و حیا اپنے ماں باپ، بڑوں اور محسنوں کی ہوتی ہے، ظاہر ہے اللہ تعالیٰ تو سب بڑوں سے بڑا اور سب محسنوں کا محسن ہے اس لئے بندے کو سب سے زیادہ شرم و حیا اسی کی ہونی چاہئے، حیا کا تقاضا یہ ہے کہ جو کام اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اس کے حکم کے خلاف ہو، انسان اس سے کامل اجتناب کرے، جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں رحمدلی اور عفو و درگزر پر بہت زور دیا گیا ہے اسی طرح اسلام کا امتیازی وصف حیا ہے۔ زید بن طلحہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر دین کا ایک امتیازی وصف ہوتا ہے اور دین اسلام کا امتیازی وصف حیا ہے۔ (۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیا ایمان کی ایک شاخ ہے اور ایمان کا مقام جنت ہے اور بے حیائی و بے شرمی بدکاری میں سے ہے اور بدکاری دوزخ میں لے جانے والی ہے۔ (۴) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیا ایمان ہی کی ایک شاخ ہے۔ (۵)

اللہ تعالیٰ نے شرم و حیا کا جو مادہ انسان کی فطرت میں رکھا ہے وہ دوسرے حیوانات میں نہیں رکھا، اس لئے حیوانات اپنے جسم کے کسی حصے اور اپنے کسی فعل کو چھپانے کا ایسا اہتمام اور کوشش نہیں کرتے جیسا اہتمام و کوشش انسان کرتا ہے۔ اسی لئے تمام اقوام و ملل اپنے عقائد و نظریات اور رسوم و عادات و اطوار کے اختلاف کے باوجود اس پر متفق و متحد ہیں کہ آدمی کو حیوانات کی طرح بے لباس نہیں رہنا چاہئے۔

معاشرتی زندگی میں ستر اور پردہ خاص اہمیت کا حامل ہے، یہ انسان کو دوسری مخلوقات، جانوروں اور حیوانات سے ممتاز کرتا ہے، جس طرح ستر اور پردے کے سلسلے میں انسان کو حیوانات پر فوقیت حاصل ہے اسی طرح اس بارے میں عورت کو مرد کے مقابلے میں برتری حاصل ہے، عورت کی جسمانی ساخت میں نزاکت اور کشش مردوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے جو بہت سے فتنوں کا سبب اور ذریعہ بن سکتی ہے، اس کے تدارک کے لئے خالق کائنات نے ان میں حیا کا مادہ بھی مردوں سے زیادہ

۳۔ امام مالک/ الموطا/ کتاب حسن الخلق، باب ماجاء فی الحیاء، ۴۔ ترمذی/ السنن/ دار الفکر، بیروت، ۱۹۹۴ء/ ج ۳، ص ۴۰۶، رقم ۲۰۱۶۔ ☆ ابن ماجہ/ السنن/ دار الفکر، بیروت، ۱۹۹۸ء/ ج ۴، ص ۴۹۳، رقم ۴۱۸۴۔ (عن ابی بکرۃ)، ۵۔ مسلم/ السنن/ دار الفکر، بیروت، ۱۹۹۸ء/ ج ۱، ص ۴۹۳، رقم ۵۷، (۳۵)۔ ☆ بخاری/ الصحیح/ مصطفےٰ البابی الحلبی، مصر، ۱۹۵۳ء/ کتاب الایمان، باب ۳۔

رکھا ہے، اسی لئے عورت کے لئے پردہ ایک بنیادی ضرورت اور فطری تقاضا ہے، جس طرح حیات انسانی کے دیگر شعبوں میں ہدایات واحکام کی تکمیل اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے فرمائی اسی طرح اس شعبۂ زندگی کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے کامل اور واضح ہدایات و راہنمائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعے فرمائی ہے۔

حیا کے ذریعے انسان کے ایمان اور کردار کی خوبیوں اور خامیوں کو بھی پرکھا جاسکتا ہے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیا اور ایمان دونوں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں، دونوں میں سے اگر ایک نہ رہے تو دوسرا بھی نہ رہے گا۔(۶) کیونکہ مشاہدہ اور تجربہ یہ بتاتا ہے کہ انسان جب حیا جیسی نعمت و دولت سے محروم ہوتا ہے تو وہ بتدریج کم تر برائی سے زیادہ مہلک برائی کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے اور ابتدا میں چھوٹے گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے پھر رفتہ رفتہ بڑے گناہوں میں مبتلا ہوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ گناہوں کی دلدل میں بری طرح دھنس جاتا ہے، اس طرح حیا کو گناہوں سے بچانے والی بندش اور رکاوٹ بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔ ایک دوسری روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اس سے حیا چھین لیتا ہے، جب اس سے حیا چھن جاتی ہے تو وہ انتہائی قابل نفرت ہو جاتا ہے، پھر جب وہ قابل نفرت ہو جاتا ہے تو اس سے امانت چھین لی جاتی ہے، اور جب اس سے امانت چھین لی جاتی ہے تو وہ خیانت کرنے لگتا ہے، پھر اس سے اللہ کی رحمت چھین لی جاتی ہے، پھر وہ انتہائی ملعون ہو جاتا ہے اور جب وہ لائق ملامت ہو جاتا ہے تو اسلام کا قلادہ اس کی گردن سے نکل جاتا ہے۔(۷)

یعنی انسان کی زینت شرم و حیا سے ہے، اگر انسان کے پاس یہ دولت نہ رہے تو اس کی حیثیت دیگر جانداروں سے مختلف نہیں رہتی، اور پھر اس کا دل اور جسم ہر گناہ کی آماجگاہ بن جاتا ہے، جس کے بعد یہ مرحلہ آجاتا ہے کہ **اذا لم تستحی فاصنع ماشئت**۔(۸) جب تم حیا نہیں کرتے تو جو چاہے کرو،

خواتین کے لئے عام مردوں سے شرم و حیا کے اظہار کا قانونی طریقہ حجاب یعنی شرعی پردہ ہے اور مردوں کے لئے اس سلسلے میں غض بصر (۹) یعنی نگاہیں نیچی کرنے کا حکم ہے، اسی طرح اسلام یہ بھی

۶۔ طبرانی/ المعجم الکبیر، رقم ۲۲۶۸، ☆۔ ہیثمی/ مجمع الزوائد/ دار الفکر ۱۹۹۴ء/ ج۵، ص۱۳۰، رقم ۸۲۶۲، ۷۔ ابن ماجہ، ۸۔ مجمع الزوائد/ ج۸، ص۵۹، رقم ۱۳۷۱۲، ۹۔ سورۂ نور، آیت ۳۰

not

چاہتا ہے کہ مرد و زن دونوں اخلاقی اعتبار سے مضبوط ہوں اور کردار کی بے اعتدالیوں کے شکار نہ ہوں، اس مقصد کے لئے بھی حجاب ضروری اور برائیوں سے حفاظت کرنے والا ہے، اس اعتبار سے دیکھا جائے تو معاشرے کو بے راہ روی سے محفوظ رکھنے اور ہر طرح کی بے اعتدالیوں کے بچانے کے لئے اسلام نے دو اقدامات اٹھائے ہیں، ایک تو خواتین کے لئے حجاب لازم کیا اور مردوں کو غض بصر کا حکم دیا، دوسرے مرد و زن کے باہم آزادانہ اختلاط کو یکسر ختم کر دیا۔

اگر عفت و عصمت کوئی قابل قدر صفت نہیں ہے تب تو اس کی حفاظت بلا شبہ بے معنی ہے، اور اس سلسلے میں کئے جانے والے اقدامات بھی لغو، بے فائدہ اور غیر ضروری قرار دیئے جا سکتے ہیں، لیکن اگر عصمت و عفت اور حیا و شرم ایسی مطلوبہ صفات ہیں، جو انسانیت کی تکمیل کرتی ہیں، اور اس نسبت سے ہمارے لئے ضروری اور قابل قدر ہیں تو ہمیں دیکھنا چاہئے کہ ایسی اقوام کے معاشرتی حالات کیا کہتے ہیں جن کے ہاں پردہ رائج نہیں ہے اور غور کریں کہ ان کے ہاں عفت و عصمت کی کیا صورت حال ہے؟ (۱۰) یہ جائزہ ہمارے ذہنوں کی گرہیں کھولنے کے لئے کافی مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ سطور ذیل میں پہلے اقدام یعنی حجاب اور پردے کے متعلق گفتگو ہوگی، البتہ دوسرے اقدام کے بھی ضمناً کہیں کہیں حوالے آئیں گے۔

ستر:

حیا اور شرم کا تقاضا یہ ہے کہ جسم کے جن حصوں کو چھپانا شرعاً ضروری قرار دیا گیا ہے (ناف سے رانوں تک) ان کی طرف نظر نہ کی جائے۔ عربی زبان میں عورت اور اردو و فارسی میں ستر اس چیز یا جسم کے حصے کو کہتے ہیں جس کا چھپانا اور پردے میں رکھنا شرعی، طبعی اور عقلی طور پر فرض ہے اور اس کا کھولنا اور ظاہر کرنا معیوب و ناپسندیدہ ہے، ایمان کے بعد یہ سب سے پہلا فرض ہے جس پر عمل ضروری ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا:

اپنی ران نہ کھول اور نہ کسی زندہ یا مردہ آدمی کی ران کی طرف نظر کر۔ (۱۱)

اعضائے مستورہ یا ستر کا چھپانا تمام انبیا کی شریعتوں میں فرض رہا اور ہر مرد و عورت پر فی نفسہ عائد ہے خواہ کوئی دوسرا دیکھنے والا ہو یا نہ ہو۔ نماز میں ستر کا چھپانا شرط ہے، اسی لئے اگر کوئی شخص اندھیری رات میں ننگا نماز پڑھے جبکہ ستر چھپانے کے قابل کپڑا اس کے پاس موجود ہو تو اس کی نماز بالاتفاق ناجائز

۱۰۔ اس سلسلے میں اعداد و شمار دینا قطعاً ضروری نہیں ہے، اہل مغرب کے ہاں عصمت کا جو حال ہے، اس کو ثابت کرنے کے لئے دلائل کی چنداں حاجت نہیں، ۱۱۔ ابوداؤد/ دار الفکر ۱۹۹۴ء/ ج ۳، ص ۱۳۹، رقم ۳۱۴۰، ابن ماجہ رقم ۱۴۶۰۔

ہے، حالانکہ اس کو کسی نے ننگا نہیں دیکھا۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے ایسی جگہ نماز پڑھی جہاں کوئی دیکھنے والا نہیں ہے تو اس صورت میں بھی اگر نماز کے دوران ستر کھل گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ نماز کے علاوہ لوگوں کے سامنے ستر پوشی کے فرض ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں لیکن تنہائی میں جہاں کوئی دوسرا دیکھنے والا نہ ہو وہاں بھی شرعی یا طبعی ضرورت کے بغیر ستر کھولنا یا ننگا بیٹھنا جائز نہیں۔(۱۲)

ہر انسان فطری طور پر اپنے ستر کو چھپاتا ہے۔ اسی لئے حضرت آدم وحوا علیہما السلام نے جب شجر ممنوعہ کو کھالیا اور اس کے نتیجے میں ان کا ستر کھل گیا تو ان دونوں نے فوراً جنت کے پتوں سے اپنی اپنی پردہ پوشی شروع کر دی جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

> پھر دونوں (آدم وحوا) نے اس درخت میں سے کچھ کھالیا تو ان دونوں کے ستر
> ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے اور (اپنا ستر ڈھانپنے کے لئے) دونوں اپنے
> اوپر جنت کے پتے چپکانے لگے۔(۱۳)

اس لئے ہر زمانے میں بلا امتیاز رنگ ونسل اور مذہب وملت لوگ ستر پوشی کو ضروری سمجھتے رہے ہیں

عورت کا تمام بدن اور ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں ستر ہے سوائے چہرے اور ہاتھوں کے، چہرہ اور ہاتھ ستر میں داخل نہیں، اس لئے عورت کے لئے نماز میں چہرے اور ہاتھ کھلے رکھنا بلا تفاق جائز ہے۔

اسی طرح مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنے تک ہے۔ یعنی اس پر ناف سے لے کر گھٹنے تک جسم کو ہر وقت چھپانا فرض ہے۔ ستر ہر مرد و عورت آزاد و غلام پر فرض ہے۔

حجاب یا پردہ:

ستر اور حجاب دو مختلف چیزیں ہیں، ستر تو محرم مردوں کے سامنے کھولنا بھی جائز نہیں۔ حجاب ستر سے زائد چیز کا نام ہے جو مردوں اور عورتوں کے درمیان حائل کیا گیا ہے، اس لئے ستر اور حجاب کو گڈمڈ نہیں کرنا چاہئے۔ حجاب اور شرعی پردہ یہ ہے کہ چہرے سمیت تمام جسم پوشیدہ رکھا جائے۔

حجاب کی ضد بے حجابی ہے یعنی چہرہ کھول کر سامنے آنا، حجاب صرف آزاد اور بالغ عورتوں پر فرض ہے، کنیزوں پر حجاب فرض نہیں۔ حجاب صرف عورتوں کے لئے ہے، مردوں کے لئے نہیں۔

۱۲۔ مفتی محمد شفیع/ معارف القرآن/ ادارۃ المعارف، کراچی/ ج ۷، ص ۲۱۱،　۱۳۔ سورۂ طٰہٰ آیت ۱۲۱

پردہ تمام امتوں میں فرض نہیں رہا۔ اسلام میں بھی ابتدا میں فرض نہیں تھا بلکہ پانچ ہجری میں جب آپ ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش سے نکاح کیا تو ولیمے کے موقع پر پردے کا حکم نازل ہوا۔ لیکن بطور رواج اس کا ثبوت اسلام سے قبل بھی ملتا ہے۔ پردہ صرف عورت پر فرض ہے اور صرف نامحرموں سے ہوتا ہے۔

حجاب کی بحث میں حجاب کے مخالفین ایک بڑی غلطی یہ کرتے ہیں کہ حجاب کا حکم نازل ہونے سے پہلے جو عورتیں بے پردہ باہر نکلا کرتی تھیں اس کو استدلال کے طور پر پیش کر دیتے ہیں یا بنی غفار کی بعض خواتین سے استدلال کرتے ہیں، جو مرہم پٹی کرنا جانتی تھیں اس لئے فوج کے ساتھ ہو جایا کرتی تھیں، غزوہ خیبر کے موقع پر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے بارے میں معلوم ہوا تو آپ نے ایک روایت کے مطابق ان کے آنے پر بھی ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا لیکن چونکہ آ چکی تھیں اس لئے فوج کے ساتھ رہیں اور زخمیوں کی خدمت بھی کی۔ اس بنا پر اس سے کا استدلال صحیح نہیں، (۱۴)

پردہ قبل از اسلام:

پردہ بالخصوص چہرے کا پردہ نہ صرف اسلام کا حکم ہے، بلکہ اسلام سے بھی بہت پہلے عربوں میں بھی رائج تھا، حتی کہ تاریخ کا مطالعہ ہمیں بتاتا ہے کہ نہ صرف عرب بلکہ یونان اور ایران وغیرہ میں بھی قبل از اسلام ہی پردے کا رواج تھا، اور ایرانی حرم میں تو پردہ اس قدر شدت کے ساتھ رائج تھا کہ نرگس کے پھول بھی محل کے اندر نہیں جا سکتے تھے، کیونکہ نرگس کی آنکھ مشہور ہے۔ (۱۵)

یہی نہیں بلکہ اسلام کی آمد کے بعد مسلم معاشرت اور اسلامی حکومت کے اثرات کے تحت شمالی ہندوستان میں بھی کئی غیر مسلم خاندانوں میں پردے کا رواج ہو گیا تھا، جو ایک عرصے تک قائم رہا۔ (۱۶)

اس امر کی شہادت کہ عربوں میں قبل از اسلام بھی پردہ اور بالخصوص چہرے کا پردہ رائج تھا، کلام عرب سے بخوبی مل سکتی ہے، ربیع بن زیاد عبسی عصر جاہلی کا معروف شاعر ہے۔ وہ مالک بن زہیر کے مرثیے میں کہتا ہے۔

من کان مسروراً بمقتل مالک   فلیأت نسوتنا بوجه النهار

۱۴۔ مولانا عبدالرؤف داناپوری/ اصح السیر/ میر محمد کتب خانہ کراچی/ ص ۶۳۹، ۶۴۰، ۱۵۔ ڈاکٹر جمیل واسطی/ اسلامی روایات کا تحفظ/ قرطاس، کراچی، ۲۰۰۱ء/ ص ۴۴، ۱۶۔ ایضاً/ ص ۴۲،

یجد النساء حواسراً یندبنه یلطمن وجوههن بالاسحار
قد کن نخبان الوجوه تستراً فالیوم حین برزن للنظار (۱۷)

جو شخص مالک کے قتل سے خوش ہوا ہے، ہماری عورتوں کو دن میں آ کے دیکھے، وہ دیکھے گا کہ عورتیں برہنہ سر نوحہ کر رہی ہیں، اور اپنے چہروں پر صبح کے وقت تھپڑ مار رہی ہیں، وہ شرم کی وجہ سے ہمیشہ اپنا چہرہ چھپایا کرتی تھیں، لیکن آج وہ دیکھنے والوں کے سامنے بے پردہ آئی ہیں،

علامہ تبریزی نے **تستراً** کی شرح میں لکھا ہے کہ **عفة و حیاء** یعنی وہ عفت اور شرم کی وجہ سے چہرہ چھپایا کرتی تھیں۔(۱۸) اسی طرح ایک مخضرمی شاعر عمرو بن معدی کرب کسی جنگ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتا ہے،

وبدت لمیس کانها بدر السماء اذا تبدیٰ (۱۹)

اور لمیس کا چہرہ ظاہر ہو گیا، گویا کہ چاند نکل آیا۔

عمرو بن معدی کرب اگرچہ مخضرمی شاعر ہے، مگر یہ اشعار اسلام سے قبل کے ہیں۔(۲۰)

حقیقت یہ ہے کہ عربوں کے ہاں نہ صرف پردہ (اور چہرے کا پردہ) رائج تھا، بلکہ یہ پردہ آزاد اور شریف عورتوں اور باندیوں میں وجہ امتیاز بھی تھا، آزاد اور شرفا کے خاندانوں سے تعلق رکھنے والی خواتین باپردہ ہوتی تھیں اور زرخرید باندیاں اور لونڈیاں چہرے کھول کر مردوں کے سامنے آتی تھیں، یہ اس دور کی عام معاشرت تھی، جو اسلام کے بعد بھی رائج رہی، اور اسلام نے اس پردے کو قانونی شکل دے دی، اس حوالے سے بھی کلامِ عرب ہمارے رہنمائی کرتا ہے، ایک جاہلی شاعر سبرۃ بن عمر فقعسی اپنے دشمنوں پہ طعن کرتے ہوئے کہتا ہے،

ونسوتکم فی الروع باد وجوهها یخلن اماء والاماء حرایر (۲۱)

لڑائی میں تمہاری عورتوں کے چہرے کھل گئے تھے، اور اس وجہ سے وہ لونڈیاں معلوم ہوتی تھیں حالانکہ وہ آزاد عورتیں تھیں،

گویا کہ دورانِ جنگ بھی عورتوں کے چہرے کھل جانا باعث ننگ و عار سمجھا جاتا تھا، نہ کہ ترقی کی علامت اور شان و شوکت کی نشانی،

۱۷۔ دیوان حماسہ/ قدیمی کتب خانہ کراچی۔ ۱۸۔ مولانا شبلی نعمانی/ مقالات شبلی/ مطبع معارف اعظم گڑھ انڈیا، ۱۹۳۰ء/ ج ۱/ ص ۱۱۱، ۱۹۔ حماسہ باب الحماسہ/ ص ۳۰، ۲۰۔ مقالات شبلی/ ص ۱۱۱، ۲۱۔ حماسہ باب الحماسہ/ ص ۴۱،

not

پردہ عہدِ نبوی ﷺ میں:

پھر عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی پردہ موجود تھا، درحقیقت پردہ ابتدا ہی سے عرب معاشرت کا حصہ تھا، لیکن بعد میں مدینہ منورہ میں یہود کے ساتھ اختلاط کے سبب عورتیں کھلے چہرے کے ساتھ گھومنے پھرنے لگی تھیں، جس کو ختم کرنے کے لئے سورۂ احزاب کی آیت ۵۹ نازل ہوئی (۲۲) جس کا بیان آگے رہا ہے۔اس پردے سے ہماری مراد شرعی پردہ ہے، جس میں چہرہ پردے کا حصہ اور اصل جزو ہوتا ہے،اس کا ثبوت کتب حدیث اور سیرت میں متعدد مقامات پر ملتا ہے، یہاں اس حوالے سے چند واقعات پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کہیں جارہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر سوار تھے اور آپ کے ساتھ ام المؤمنین حضرت صفیہ بھی سوار تھیں، راستے میں اچانک اونٹ نے ٹھوکر کھائی، آپ ﷺ اور حضرت صفیہ اونٹ سے گر گئے، ابوطلحہ نے آپ کے پاس پہنچ کر عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کردے آپ کو کوئی چوٹ تو نہیں آئی، آپ نے فرمایا نہیں، تم عورت کی خبر لو۔ابوطلحہ نے پہلے اپنے چہرے پر کپڑا ڈالا پھر حضرت صفیہ کے پاس جا کر ان کے اوپر کپڑا ڈال دیا تو وہ کھڑی ہوگئیں، پھر اسی طرح پردے میں مستور ان کو سواری پر سوار کیا۔(۲۳)

اس واقعے میں بھی جو دوران سفر حادثے کی صورت میں اچانک پیش آیا، ایک صحابی اور آپ کی زوجہ محترمہ کا پردے کے سلسلے میں اتنا اہتمام پردے کی اہمیت کو ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے،اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ صحابہ کرام عام حالات میں پردے کا کتنا اہتمام کرتے ہوں گے۔

۲۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ غزوۂ موتہ کے موقع پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زید بن حارثہ، حضرت جعفر بن ابی طالب اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے، آپ کے چہرۂ انور پر سخت رنج وغم کے آثار تھے، میں حجرے کے اندر دروازے کی ایک ریخ (شق) سے سب دیکھ رہی تھی۔(۲۴)

اس سے معلوم ہوا کہ ام المؤمنین اس حادثے کے موقع پر بھی باہر آکر مجمع میں شامل نہیں ہوئیں، بلکہ دروازے کی ریخ (یا درز) سے پردے میں رہتے ہوئے اس کا مشاہدہ کیا۔

۲۲۔ مقالات شبلی/ ص ۱۱۶، ۲۳۔بخاری/ ج ۴، ص ۵۶، ۲۴۔ایضاً/ ج ۳، ص ۴۱،

۳۔حضرت ابو موسیٰ اشعری بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ طائف (جمادی الاولیٰ ۸ھ) کے موقع پر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ میں ٹھہرے ہوئے تھے،تو آپ نے پانی کا ایک برتن منگوا کر اس سے ہاتھ اور چہرہ مبارک دھویا اور برتن میں کلی کر کے حضرت ابو موسیٰ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کو عطا فرمایا کہ اس کو پی لو اور اپنے چہرے پر مل لو۔ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ نے پردے کے پیچھے سے آواز دیگر ان دونوں سے کہا کہ اس میں سے کچھ اپنی ماں (ام سلمہ) کے لئے بھی چھوڑ دینا۔(۲۵)

یہ حدیث ظاہر کر رہی ہے کہ حجاب کے احکام نازل ہونے کے بعد ازواج مطہرات گھروں میں اور پردے کے اندر رہتی تھیں۔

۴۔واقعہ افک کی مشہور روایت ہے کہ حضرت صفوان بن معطلؓ گرے پڑے سامان وغیرہ کی خبر گیری کے لئے قافلے کے پیچھے کچھ فاصلے پر رہا کرتے تھے،آپ نے ان کو اسی خدمت کے لئے مقرر کیا ہوا تھا۔۶ھ میں غزوۂ بنی مصطلق کے موقع پر جب وہ صبح کے وقت قافلے کے ٹھہرنے کی جگہ پر پہنچے تو دیکھا کوئی آدمی سویا ہوا ہے،قریب آئے تو حضرت عائشہؓ کو پہچان لیا،کیونکہ پردے کا حکم آنے سے پہلے انہوں نے حضرت عائشہ کو دیکھا تھا،وہ دیکھ کر گھبرا گئے اور ان کی زبان سے انا للہ وانا الیہ راجعون نکلا۔اس کلمے سے حضرت عائشہ کی آنکھ کھل گئی انہوں نے فوراً چہرے کو ڈھانپ لیا،حضرت صفوان نے اونٹ قریب لا کر بیٹھا دیا،حضرت عائشہ پردے کے ساتھ اس پر سوار ہو گئیں۔(۲۶)

حضرت صفوان کا حضرت عائشہؓ کو اس لئے پہچان لینا کہ انہوں نے پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے ان کو دیکھا تھا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ پردے کا حکم واقعہ افک سے پہلے نازل ہو چکا تھا۔اور آنکھ کھلتے ہی حضرت عائشہؓ کا اپنے چہرے کو ڈھانپ لینا اس بات کی شافی دلیل ہے کہ عورت کا چہرہ پردے میں داخل ہے۔

۵۔سنن ابی داؤد اور ترمذی میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن وہ اور حضرت میمونہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھیں کہ اتنے میں نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آ گئے۔اس وقت پردے کی آیت نازل ہو چکی تھی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم دونوں پردے میں چلی جاؤ۔میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! وہ تو نابینا ہیں،نہ ہمیں دیکھ سکتے

۲۵۔ بخاری/ص۴۹، ۲۶۔ بخاری/ ج۲،ص۶۹۔

ہیں اور نہ پہچان سکتے ہیں، آپ نے فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو اور اسے نہیں دیکھ سکتیں؟ (۲۷)

اس سے معلوم ہوا کہ نہ تو مرد عورت کا چہرہ دیکھ سکتا ہے اور نہ عورت مرد کا چہرہ دیکھ سکتی ہے۔

۶۔ ایک عورت جس کو ام خلاد کہتے تھے کسی غزوے (احد) کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس نے نقاب ڈالا ہوا تھا، اس کا بیٹا غزوے میں شہید ہو گیا تھا اس لئے وہ اپنے بیٹے کے اجر و ثواب کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔ لوگوں نے تعجب سے پوچھا کہ تم اپنے مقتول بیٹے کے بارے میں پوچھنے آئی ہو اور نقاب بھی ڈالا ہوا ہے۔ اس نے کہا کہ اگر میں نے بیٹا گم کر دیا ہے تو حیا تو ہرگز گم نہ کروں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بشارت دی کہ تیرے بیٹے کو دو شہیدوں کا اجر ملا ہے اس لئے کہ اس کو عیسائیوں نے قتل کیا ہے۔ (۲۸)

اس واقعے میں چند غور طلب باتیں ہیں۔

۱۔ شدید صدمے کے موقع پر بھی وہ نقاب ڈال کر مردوں کے سامنے آئی۔ اگر اسلام میں چہرے کا پردہ فرض نہ ہوتا تو اس شدید صدمے کے موقع پر نقاب کی کیا ضرورت تھی؟

۲۔ صحابہ کرام نے اس سے یہ نہیں کہا کہ اسلام میں تو چہرے کا پردہ نہیں ہے، تم نے نقاب کیوں ڈالا ہوا ہے بلکہ ایسے موقع پر تمہارا ہوش و حواس میں ہونا ہی بڑی ہمت کی بات ہے۔

۳۔ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ نہیں فرمایا کہ چہرے کا پردہ نہیں ہے یا چہرہ کھولنا حیا کے خلاف نہیں۔

۷۔ ایک دفعہ مغیرہ بن شعبہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ میں فلاں عورت سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ پہلے جا کر اس کو ایک نظر دیکھ لو، اس سے تم دونوں میں محبت زیادہ ہونے کی امید ہے، میں انصار کی ایک عورت کے پاس آیا اور اس کے ماں باپ کے ذریعے اس کو پیغام دیا اور جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہ ان سے بیان کر دیا۔ تاہم والدین کو ناگوار ہوا کہ لڑکی ان کے سامنے آئے اور یہ اس پر نظر ڈالیں۔ لڑکی پردے میں سے یہ باتیں سن رہی تھی کہنے لگی کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے تو تم مجھے آکر دیکھ لو ورنہ میں تمہیں خدا کی قسم دلاتی ہوں کہ ایسا نہ کرنا۔ حضرت مغیرہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے اسے دیکھا اور اسی سے شادی کی۔ (۲۹)

۲۷۔ ترمذی/ ج۴، ص ۳۵۷، رقم ۲۷۸۷۔ ☆ ابو داؤد/ ج۴، ص ۳۱، رقم ۴۱۱۲، ۲۸۔ ابو داؤد/ کتاب الجہاد،
۲۹۔ ابن ماجہ/ ج۲، ص ۵۲۵، رقم ۱۸۶۶،

۸۔ محمد بن مسلمہؓ نے ایک عورت سے شادی کرنی چاہی اور اس لئے چاہا کہ چوری چھپے کسی طرح عورت کو دیکھ لیں لیکن موقع نہیں ملتا تھا یہاں تک کہ ایک دن وہ عورت اپنے باغ میں گئی انہوں نے موقع پاکر اس کو دیکھ لیا۔ لوگوں کو معلوم ہوا تو نہایت تعجب سے ان سے کہا کہ آپ صحابی ہو کر ایسا کام کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جب کسی عورت سے شادی کا ارادہ ہو تو شادی سے پہلے اس کو ایک نظر دیکھنے میں کچھ مضائقہ نہیں (۳۰)

۹۔ شیخین نے صحیحین میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں بیان کیا ہے کہ لوگوں نے حضرت صفیہ کے متعلق یہ رائے قائم کی تھی کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو پردہ کرائیں تو سمجھ لو کہ وہ بیوی ہیں اور اگر پردہ نہ کرائیں تو سمجھ لو ام الولد ہیں۔ (۳۱)

۱۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خط دینے کے لئے پردے کے پیچھے سے آپ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ (۳۲)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی عورتیں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پردہ کرتی تھیں۔

۱۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ ہم (ازواج مطہرات) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کو جاتے ہوئے احرام کی حالت میں تھیں، جب ہمارے پاس سے کوئی سوار گزرتا تو ہم اپنی چادر اپنے سر کے اوپر کھینچ کر اپنے چہروں پر لے آتے اور جب ہم آگے بڑھ جاتے تو اپنے چہروں کو کھول دیتے تھے۔ (۳۳)

۱۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی وفات کے وقت وصیت فرمائی تھی کہ انہیں رات کے وقت دفن کیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ان کی تدفین رات کے وقت عمل میں آئی۔ (۳۴)

پردہ اور مسلم معاشرت:

پھر یہی نہیں بلکہ بعد کے ادوار میں بھی شرعی پردہ مسلم معاشرت کا حصہ رہا، نہ اس کی شرعی حیثیت کسی کے ہاں متنازع قرار دی گئی، نہ اس پر عمل کرنے میں کسی جانب سے کوتاہی سامنے آئی، استثنائی

۳۰۔ ایضاً / رقم ۱۸۶۴، ۳۱۔ بخاری / ج ۳، ص ۲۷۱، ۳۲۔ ابوداؤد، نسائی، ۳۳۔ ابوداؤد / ج ۲، ص ۱۰۸، رقم ۱۸۳۳۔ ☆ ابن ماجہ فی المناسک / رقم ۲۹۳۵، ۳۴۔ طبقات ابن سعد / دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۷ء / ج ۸، ص ۶۱

مثالیں ہر دور میں اور ہر چیز کے بارے میں مل جاتی ہیں، جو خارج از بحث ہیں، مسلم معاشرے کا عمومی رجحان اور ان کا زاویہ فکر یہی تھا، چنانچہ اخطل کے بارے میں تاریخ میں یہ بیان ملتا ہے کہ وہ ایک بار سعید بن ایاس بن ہانی بن قبیصہ کا مہمان ہوا، سعید نے اس کا نہایت خوش دلی سے خیر مقدم کیا، اور اس کی دونوں لڑکیاں رعوم اور عمامہ بھی اخطل کی خدمت گزاری میں مصروف رہیں، دوسری مرتبہ کچھ عرصے بعد اخطل کا پھر سعید کے ہاں جانا ہوا اس موقع پر سعید کی دونوں جوان ہو چکی تھیں، اس لئے وہ اخطل کے سامنے نہیں آئیں، یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے کتاب الاغانی کے الفاظ یہ ہیں:

ثم نزل عليه ثانية وقد كبرتا فحجبتا فسال عنهما وقال فاين ابنتاى فاخبر بكبرهما (۳۵)

اخطل دوبارہ سعید کا مہمان ہوا تو اس کی دونوں لڑکیاں بڑی ہو چکی تھیں، اس لئے انہوں نے پردہ کیا، اخطل نے پوچھا کہ میری دونوں لڑکیاں کہاں ہیں؟ اس پر سعید نے اسے بتایا کہ وہ بڑی ہو چکی ہیں۔

مسلم معاشرے میں پردہ اس حد تک رائج تھا کہ اگر اس کے خلاف کوئی صورت پیش آتی تو لوگ چونک کر اس کی جانب متوجہ ہو جاتے تھے، اور مؤرخین اس واقعے کا ذکر خصوصیت اور اہتمام کے ساتھ کرتے تھے، معروف مسلم سیاح ابن بطوطہ اپنے سفرنامے میں ترکی خواتین کا ذکر کرتے ہوئے اسی کیفیت سے دوچار نظر آتا ہے، وہ ایک عورت کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے،

وهي بادية الوجه لان نساء الاتراك لا يحتجبن (۳۶)

اس کا چہرہ کھلا ہوا تھا، کیونکہ ترک عورتیں پردہ نہیں کرتیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر دور میں یہ بات تقریباً متفق رہی ہے کہ پردہ شریعت اسلامی کا ایک حکم ہے، اور چہرہ پردے کا لازمی اور بنیادی حصہ ہے، یہ مسئلہ زیر بحث ہی غالباً سب سے پہلے اس وقت آیا، جب انگریزوں کی برعظیم میں آمد کے بعد ان کی معاشرت کے زیر اثر متحدہ ہندوستان کے مسلمانوں میں ایک ایسا مخصوص طبقہ نمودار ہوا جو اسلامی شعائر، احکامات اور رواداری پر معذرت خواہانہ نقطہ نظر کا داعی مگر اسلامی فکر و تاریخ سے ناواقف تھا، اس کا ذہن مغربی تعلیم و معاشرت کے زیر اثر ہونے اور اسلامی علوم

۳۵۔ ابو الفرج الاصبہانی / کتاب الاغانی / دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۸۶ء / ج ۸، ص ۳۳۲،

۳۶۔ ابن بطوطہ / رحلۃ ابن بطوطہ / دار الکتب العلمیہ، بیروت / ص ۳۲۵

سے ناواقفیت کے سبب مغرب سے حد درجہ مرعوب تھا، اس لئے اس کی کوشش تھی کہ مغرب کی تعلیمات، روایات اور معاشرت کو اسلام کا رنگ دے کر اسلام کا نیا ایڈیشن پیش کر دیا جائے، یہ طبقہ ختم نہیں ہوا، بلکہ آج پہلے سے بھی زیادہ طاقت کے ساتھ ہمارے درمیان موجود ہے، اور ماڈریٹ اسلام کے نام سے اٹھنے والی ہر آواز کے تانے بانے اسی سے جا ملتے ہیں، حالانکہ اسلام ایک ہے، خواہ اسے روشن خیال اور ماڈرن اسلام کہا جائے یا قدامت پسند قرار دیا جائے، درحقیقت یہ سب الفاظ کے گورکھ دھندے ہیں یا تعبیر کا فرق، ورنہ جو کچھ قرآن وسنت سے ثابت ہے، جس پر صحابۂ کرام اور خصوصاً خلفائے راشدین کا تعامل رہا اور جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے واضح ہے، اسی کا نام اسلام ہے، پھر ان میں جو اصول وضوابط ہیں وہ تبدیلی سے محفوظ ہیں البتہ نئے پیش آمدہ حالات کے مطابق فقہائے امت کے سامنے اجتہاد کا دروازہ ہر دور میں کھلا رہا ہے، اور ان کا عمل اس امر کا شاہد ہے کہ انہوں نے ہر دور میں اپنی اس ذمے داری کو پورا کیا ہے، لیکن اجتہاد کے نام پر نہ تو ہر کس وناکس کو مسلمات دین کے بارے میں رائے زنی کی اجازت دی جاسکتی ہے، نہ ان امور میں جن کے بارے میں صریح نصوص موجود ہوں نئے سرے سے کسی اجتہاد کی کوشش قبول عام حاصل کرسکتی ہے اور نہ ایسے امور میں وقت وصلاحیت صرف کرنا کسی طرح قوم ودین کی خدمت قرار دیا جاسکتا ہے۔

ماقبل میں عرض کیا جاچکا ہے کہ پردہ بذاتِ خود مطلوب نہیں ہے، وہ بہت سی معاشرتی برائیوں سے حفاظت کا ذریعہ ہے، پردے اور حجاب کا ایک بہت اہم مقصد یہ ہے کہ انسان کی ازدواجی زندگی خوش کن، اطمینان بخش اور کامیاب رہے، جو حجاب شرعی کے بغیر ممکن نہیں۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت مغرب کی طرز معاشرت ہے، مغرب کے ہاں خاندانی نظام کی ٹوٹ پھوٹ ایک اٹل حقیقت ہے، اور اس کے اسباب میں مرد وزن کا آزادانہ اختلاط سرفہرست ہے، جس کی روک تھام کے لئے اسلام نے حجاب کو مشروع کیا ہے۔ ڈاکٹر جمیل واسطی نے آج سے کوئی ساٹھ ستر برس قبل اس دور کی معاشرت اور مغربی انداز زیست کو دیکھتے ہوئے لکھا تھا:

> یورپ میں شادی ایک کامیاب ادارہ نہیں ہے اور اپنے مقاصد یعنی عورت اور مرد کو تمام عمر آپس میں وفادار رکھنے اور غیر شادی شدہ عورت کی عصمت کو محفوظ رکھنے میں کامیاب نہیں ہوئی، بلکہ شادی کی تقدیس اور عصمت کی منافقت کو قائم رکھنے کے لئے لاکھوں بے گناہ بچے مجرمانہ اسقاط الحمل کے ذریعے ضائع

کر دیے جاتے ہیں، باوجود اس کے کہ آلات مانع الحمل بھی بکثرت مستعمل ہیں، یورپ کی آبادی کے بتدریج تنزل کی ایک وجہ یہ جنسی حالات بھی ہیں، یہی وجہ ہے کہ قومی آبادی کو گھٹتا ہوا دیکھ کر کئی یورپی سیاستدان شادی اور عصمت کے متعلق قدیم رویے کو بالکل تبدیل کر دینے کے حق میں ہیں، مذہبی ہدایت اور سیاسی و قومی ضرورت کے باوجود یورپ میں پردے کے بغیر شادی کی تقدیس اور عصمت محفوظ نہیں، جو حضرات پردے کے مخالف ہیں ان کے لئے یہ مناسب ہے کہ وہ یورپ کے جنسی حالات کی علمی تفتیش کے بعد کسی نتیجے پر پہنچیں۔ روایات کی یاد شاید ایک نسل کو نیک اور شریف رکھے۔ لیکن دوسری تیسری نسل میں یہی یورپی حالات ہماری معاشرت کا دائمی حصہ بن جائیں گے۔ اسلام کوئی جادو منتر نہیں کہ بلا محکم یقین اور مناسب عمل کے اخلاقی بلندی کا ضامن رہے۔ جن ممالک نے موجودہ زمانے میں پردہ ترک کیا ہے، ان کی اخلاقی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ ان ملکوں میں عورت سے پردہ کر سکنے کی آزادی قانوناً چھن چکی ہے، نتیجہ یہ کہ جو خرابیاں اس سے پہلے آبادی کے ایک حصہ تک مخصوص تھیں اب عام ہو چکی ہیں۔ (۳۷)

یہ خیال رہے کہ جس پردے کے بارے میں گفتگو ہو رہی ہے، اس سے شرعی پردہ مراد ہے، اور چہرہ اس کا لازمی جز ہے، اگر چہرے کو اس سے خارج کر دیا جائے تو ساری بحث ہی لا یعنی ٹھہرتی ہے، اس لئے کہ مخلوط معاشرت کو جنم دینے والا اور جنس مخالف کو اپنی جانب راغب کرنے والا سب سے پہلے چہرہ ہے، دوسری چیزوں کا نمبر اس کے بعد آتا ہے،

چہرے کو یہ پردے سے خارج کرنے اور اپنے آپ کو طفل تسلی دینے کے لئے ایک جملہ یہ تراشا گیا ہے کہ ”آنکھ کا پردہ کافی ہے“۔ قرآن و سنت اور عام مشاہدہ یہ کہتا ہے کہ یہ خوش نما جملہ ایک خطرناک مغالطے سے کم نہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ”آنکھ کے پردے“ کا تعین کرنے کے لئے کیا کوئی لگا بندھا فارمولا موجود ہے؟ جس کے بعد یہ فیصلہ کیا جا سکے کہ فلاں آنکھ باپردہ اور فلاں بے پردہ ہے، ایسی صورت میں تمام نگاہیں تو پردے والی نہیں ہو سکتیں، سو ان میں سے باپردہ نگاہوں کو کیسے الگ کیا جائے گا؟ ظاہر ہے کہ چند

۳۷۔ تجمیل واسطی/ص ۴۷

''معصوم نگاہوں'' کی خاطر پورے معاشرے کو تو آزاد نہیں چھوڑا جا سکتا، دوسری بات یہ بھی قابل غور ہے کہ چہرے کا پردہ عورت کے لئے ہے، سو اگر عورت اپنی نگاہوں میں شرم و حیا رکھتی ہے اور کھلے چہرے کے ساتھ باہر آتی ہے تو اس کی حد تک تو یہ بات تسلیم کی جا سکتی ہے مگر وہ بے پردہ باہر آ کر جو سیکڑوں ہزاروں نگاہوں کا نشانہ بنے گی، ان کی معصومیت کی ضمانت کون دے گا؟ اس لئے یہ دعویٰ ایک مغالطے کے سوا کچھ نہیں۔

خود مغرب میں بھی اس امر کا اعتراف کیا گیا ہے کہ مرد و زن کا آزادانہ اختلاط اور کثرتِ روابط معاشرتی اعتبار سے خطرناک نتائج پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے، انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا مقالہ نگار رکھتا ہے کہ (مغرب میں) فلم ایکٹر، مصنفین اور دوسرے گروہ کے لوگ جو مخالف جنس سے زیادہ آزادانہ تعلقات رکھتے ہیں، ان میں طلاق کا رجحان زیادہ ہے۔(۳۸)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مخلوط بے پردہ معاشرت کا بہت گہرا رشتہ ازدواجی زندگی کی ٹوٹ پھوٹ کے ساتھ ہے، گویا باپردہ معاشرت ایک مانع عامل کی حیثیت رکھتی ہے، بالفاظ دیگر بے پردہ معاشرت خاندانی نظام کو غیر مستحکم کر کے طرح طرح کی سماجی خرابیاں پیدا کرتی ہے، اس کے مقابلے میں باپردہ معاشرت خاندانی نظام کو مستحکم بناتی ہے جو کہ نسل انسانی کے لئے مختلف قسم کے عظیم فوائد کی ضامن ہیں،(۳۹)

اس موقع پر اسلامی تعلیمات کا یہ مزاج بھی سامنے رہنا چاہئے کہ عورتوں پر پردے اگرچہ مرد حضرات کے لئے بھی ہے، لیکن اس کی اصل شرعیت خواتین ہی کو زحمت سے بچانے کے لئے ہوئی ہے اور اس کا پہلے مقصد خواتین ہی کو ریلیف دینا ہے۔

حجاب پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ مسلمان ضمیر پر اعتماد کرنے کے بجائے جبر پر اعتماد کرتے ہیں، لیکن دیکھا جائے تو یہ بھی ایک ذہنی مغالطہ ہے، اگر اسی بات کو بنیاد بنا لیا جائے تو دنیا کے کسی کونے میں بھی تعزیرات وغیرہ کے سلسلے سے تعلق رکھنے والے قوانین رائج ہی نہ ہوں، مہذب ممالک میں ادنیٰ اشیا کی چوری کے معاملے میں قوانین، پارلیمنٹوں عدالتوں، سپاہیوں، ہتھکڑیوں اور قید خانوں کی ضرورت محسوس کئے جانے سے صاف عیاں ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی محض ضمیر پر مکمل اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور انسانی ضمیر قانون و تعزیر کی امداد کا محتاج ہے۔ پردہ ضمیر کی امداد ہے ضمیر کا بدل نہیں ہے۔ جس طرح قتل کے خلاف قوانین کی موجودگی میں تمام قتل بالکل بند نہیں ہو جاتے لیکن اس بہانے سے قتل کے

۳۸۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا/۱۹۸۴ء/ ج ۷، ص ۱۶۳، ۳۹۔ مولانا وحید الدین خاں/ خاتون اسلام/فضلی سنز پرائیویٹ لمیٹڈ، کراچی، ۱۹۹۸ء/ص ۲۶۰،

خلاف تمام قوانین کو منسوخ نہیں کیا جا سکتا، اسی طرح پردے کا مکمل سو فیصد کامیاب نہ ہو سکنا اس کے منسوخ کر دینے کے حق میں دلیل نہیں ہے۔(۴۰)

چہرے کو پردے سے خارج کرنے والے حضرات کو اس امر پر بھی غور کرنا چاہئے کہ اگر چہرے کے بغیر پردہ اسلام کے موقف کو ثابت کرنے اور اس کے مقاصد حاصل کرنے کے لئے کافی ہے تو مغرب کے کئی ایک ممالک میں سردی کی زیادتی کے سبب مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین بھی چہرے کے سوا پورے جسم کو چھپا کر اور کپڑوں سے ڈھانپ کر رکھتی ہیں، اس لئے وہاں وہ تمام خرابیاں نہیں ہونی چاہئیں جو دوسرے علاقوں میں موجود ہیں، حالانکہ ایسا نہیں ہے، بلکہ ان علاقوں میں بھی وہ تمام خرابیاں اسی تناسب سے موجود ہیں، اور یہ "پردہ" ان برائیوں کے سدباب کے لئے کافی نہیں ہے، جن سے اسلام روکنا چاہتا ہے۔

اس موقع پر ایک اور غلط فہمی کا ازالہ بھی مناسب معلوم ہوتا ہے، یہ ایک معلوم حقیقت ہے کہ پردے اور ترقی میں کوئی تعارض ہے نہ پردے اور تعلیم میں کوئی تناقض ہے، حقیقت تو یہ ہے کہ تعلیم و ترقی کا پردے کے ساتھ کوئی تعلق ہے ہی نہیں، آخر بہت سی بے پردہ اقوام آج بھی پس ماندہ اور غیر ترقی یافتہ ہیں، جبکہ دوسری جانب یہ حقیقت بھی تاریخ کا حصہ ہے کہ ماضی میں جہاں جہاں بھی اسلامی حکومت رہی ہے، وہاں مسلمان عورتیں باپردہ ہونے کے باوجود بے پردہ عورتوں سے زیادہ تعلیم یافتہ، زیادہ مہذب و شائستہ اور مختلف علوم وفنون میں خاص حیثیت کی حامل رہی ہیں۔(۴۱)

اصل میں اس مسئلے کا تعلق خواتین کے پردے سے نہیں ہے، یہ مسئلہ ہماری مجموعی پس ماندگی اور ترقی میں پیچھے رہ جانے سے تعلق رکھتا ہے، ورنہ اگر خواتین کے پیچھے رہ جانے کا سبب پردہ ہے تو مردوں کے آگے نہ بڑھنے کا سبب کیا ہے؟ عورتوں کے مقابلے میں اگر مرد کسی حد تک زیادہ پڑھے لکھے نظر آتے ہیں تو اس کا سبب بھی یہی ہے کہ انہیں فطرتاً وقدرتاً زیادہ سہولتیں میسر ہیں، اس کا تعلق سہولتوں کی دستیابی وعدم دستیابی سے ہے، اور اس کا حل یہ ہے کہ اسلامی ہدایات کے مطابق خواتین کو باپردہ اور حیادار ماحول عطا کیا جائے، یہ نہیں کہ ماحول سے رہی سہی اور بچی کھچی حیا بھی چھین لی جائے۔

۴۰۔ جمیل واسطی/ص ۴۹، ۴۱۔ یہ واقعات تاریخ کا حصہ ہیں، جن کو یہاں دہرانا ضروری نہیں، البتہ دلچسپی رکھنے والے حضرات درج ذیل کتب سے استفادہ کر سکتے ہیں، پروفیسر سید محمد سلیم/ مسلمان خواتین کی دینی اور علمی خدمات/ ادارۂ تعلیمی تحقیق، لاہور۔ مولانا قاضی اطہر مبارک پوری/ بنات الاسلام کی دینی وعلمی خدمات، دائرۂ علمیہ، مبارک پور، انڈیا۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی/ خواتین اور دین کی خدمت/مجلس نشریات اسلام، کراچی،

پردہ اور قرآن:

آیئے اب قرآن حکیم دیکھیں کہ اس مسئلے میں ہمیں قرآن حکیم سے کیا راہنمائی ملتی ہے، سب سے پہلے اس آیت کا جائزہ لیا جاتا ہے، جس کو "بے پردگی" کی دلیل کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے، قرآن حکیم میں سورۂ نور میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

۱. وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا (۴۲)

اور وہ اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جو خود ظاہر ہو جائے۔

چہرے کو حجاب کی تعریف سے خارج قرار دینے والے حضرات کا استدلال اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا سے ہے، اس سے وہ چہرے اور ہاتھوں کا استثنا کرتے ہیں، حالانکہ اس سلسلے میں قرآن حکیم کا موقف سمجھنے کے لئے کئی اور پہلوؤں پر بھی غور کرنا لازمی ہے، مثلاً:

۱۔ قرآن حکیم میں اسی آیت میں وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ دو بار فرمایا گیا، پہلی بار اس سے استثنا **ماظهر منها** (یعنی وہ حصہ جو خود بخود ظاہر ہو جائے) کا ہے اور دوسری بار اس سے استثنا **الا لبعولتهن** ...... سے محارم (قریبی رشتہ داروں) کا ہے، اب غور کرنے کی بات یہ ہے کہ اگر پہلے استثنا سے مراد چہرہ اور ہاتھ ہیں، تو دوسرے استثنا سے کیا مراد ہے؟ کیا وہاں بھی چہرہ ہی مراد ہے؟ مگر محارم سے تو پردہ فرض ہی نہیں ہے؟ پھر ان کا استثنا کیوں کیا گیا؟

۲۔ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ میں ظاہر کرنے کی ممانعت ہے، اور **الا ماظهر** سے خود بخود ظاہر ہو جانے کی اجازت ہے، جس میں ارادہ، اختیار اور خواہش کا کوئی دخل نہیں ہوتا، جبکہ چہرے کا کھولنا خود بخود نہیں ہوتا، بلکہ وہ ارادے اور اختیار اور خواہش سے ہوتا ہے اس لئے وہ "ظاہر کرنے" کے ذیل میں آتا ہے، اس لئے اس کی ممانعت میں کسے کلام ہو سکتا ہے؟

آیت میں زینت کو پوری طرح چھپانے کا حکم ہے یعنی عورت کو اپنی فطری اور غیر فطری زینت اہتمام کے ساتھ چھپانی چاہئے الا یہ کہ اس کا کچھ حصہ خود بخود ظاہر ہو جائے اور یہ ظاہر ہونا کسی طرح بھی بالارادہ نہ ہو۔ اگر کسی عورت نے اپنے ارادے اور اختیار سے اپنی زینت کو ظاہر کیا خواہ وہ محاسن خلقت ہوں جو اللہ تعالیٰ نے عورت کے اندر پیدا کئے ہیں یا غیر خلقی زینت ہو جس کو

۴۲۔ سورۂ نور، آیت ۳۱،

عورتیں بناؤ سنگھار کے ذریعے حاصل کرتی ہیں مثلاً ہر قسم کے کپڑے، سرمہ، ہاتھوں پیروں میں مہندی، انگوٹھی، چوڑیاں، بندے اور پازیب وغیرہ تو یہ قرآنی حکم کی صریح خلاف ورزی ہوگی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر زینت چھپانے کا حکم دیا ہے۔

۳۔ اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ آیت حجاب ہے ہی نہیں، یہ تو آیتِ ستر ہے، اس میں عورت کے لئے پردے کے احکام نہیں بلکہ ستر کے احکام بیان ہوئے ہیں چنانچہ صاحب مدارک التنزیل اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

(الا ماظهر منها) الا ماجرت العادة و الجبلة على ظهوره وهو الوجه والكفان والقدمان، ففي سترها حرج بين (۴۳)

الا ماظہر سے مراد جسم کا وہ حصہ ہے، جو عادتاً اور انسانی فطرت کے مطابق ظاہر ہو جاتا ہو، اس میں چہرے، ہتھیلیاں اور پیر شامل ہیں، کیونکہ ان کو ستر کا حصہ قرار دینے میں بہت بڑا حرج ہے،

اسی طرح امام بیضاویؒ کہتے ہیں کہ سورۂ نور کی آیت ۳۱ میں جس ستر کا ذکر ہے اس کا تعلق صرف نماز سے ہے، پردے سے نہیں کیونکہ آزاد عورت کا سارا بدن واجب الستر ہے، شوہر اور محرم کے سوا عورت کا بدن دیکھنا کسی مرد کے لئے جائز نہیں سوائے حالتِ مجبوری کے۔ (۴۴)

اور بعض نے اگر چہ چہرے کا استثنا مراد لیا ہے، مگر ان کے ہاں بھی یہ اجازت فتنے کی عدم موجودگی کے ساتھ مشروط ہے، سو اس دورِ پرفتن میں تو ان کے ان شاذ اقوال سے بھی استدلال درست نہیں ہوسکتا۔ (۴۵)

۲۔ قرآن حکیم میں ایک اور آیت ہے، جس میں پردے کا صراحت سے حکم دیا گیا ہے، اس کی تفسیر میں مفسرین سے یہی منقول ہے کہ اس میں چہرہ شامل ہے، درحقیقت یہی آیت آیتِ حجاب ہے:

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ. (۴۶)

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی چادروں کا پنے اوپر لٹکا لیا کریں۔

۴۳۔ نسفی/ مدارک التنزیل/ مصطفیٰ البابی الحلبی ہمصر/ ج۳، ص۱۴۰، ۴۴۔ بیضاوی/ ص۴۹۵، ۴۵۔ اس سلسلے میں فقہاء کے اقوال آگے بیان ہو رہے ہیں، ۴۶۔ سورۂ احزاب، آیت ۵۹،

جلا بیب جمع ہے جلباب کی اور جلباب اس خاص بڑی چادر کو کہتے ہیں جو اوڑھنی کے اوپر لی جاتی ہے ابن کثیر کہتے ہیں کہ جلباب وہ چادر ہے جو خمار کے اوپر استعمال کی جاتی ہے۔حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ جلباب وہ بڑی چادر ہے جو دوپٹے کے اوپر اوڑھی جاتی ہے۔ابو عبیدہ،حسن بصری،سعید بن جبیر،ابراہیم نخعی اور عطا خراسانی رحمہم اللہ وغیرہ نے بھی جلباب کے یہی معنی بیان کئے ہیں۔(۴۷)

صاحب کشاف فرماتے ہیں کہ چادر کو اپنے اوپر ڈال لیں،اور اپنے چہروں کو چھپالیں،(۴۸) یہی الفاظ تفسیر مدارک التنزیل میں بھی مذکور ہیں۔(۴۹)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ مسلمانوں کی عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت سے اپنے گھر سے نکلیں تو اپنے سروں کے اوپر سے چادر لٹکا کر منھ ڈھانک لیا کریں اور صرف ایک آنکھ (راستہ دیکھنے کے لئے) کھلی رکھیں۔(۵۰)

اس لئے درست بات یہ ہے کہ جلباب ایک قسم کا برقعہ یا بڑی چادر تھی جو تمام کپڑوں سے زیادہ وسیع ہوتی تھی،اور تمام کپڑوں کے اوپر استعمال کی جاتی تھی۔اور قرآن کریم نے یہ ہدایت فرمائی کہ مسلمان عورتیں جب کسی ضرورت سے اپنے گھروں سے باہر نکلیں تو جلباب کا ایک حصہ اپنے اوپر لٹکا لیا کریں تاکہ چہرہ ڈھک جائے اور وہ زمانہ جاہلیت کی عورتوں سے ممتاز ہو جائیں۔

ابن سعد نے اس آیت کا شان نزول بتانے کے بعد لکھا ہے:

> وہ اپنے اوپر اپنی چادریں اس طرح ڈال لیں کہ ایک آنکھ کے سوا باقی سارے چہرے کو وہ چادر ڈھانپ لے۔(۵۱)

تفسیر کشاف میں ہے:

> سوان کو حکم دیا گیا کہ وہ لونڈیوں کے انداز اختیار نہ کریں،اور (اپنے آپ کو چھپانے کے لئے) چادریں اور برقعے استعمال کریں،اور اپنے سروں اور چہروں کو ڈھانپ لیں۔(۵۲)

اور بیضاوی نے لکھا ہے کہ جب کسی حاجت کے سبب عورتوں کو باہر نکلنا پڑے تو وہ اپنے

۴۷۔ابن کثیر/ تفسیر القرآن العظیم/ عیسی البابی الحلبی،مصر/ ج۳،ص ۵۱۸، ۴۸۔زمخشری/ تفسیر الکشاف/ مصر/ ج۳،ص ۵۵۹، ۴۹۔ نسفی/ ج۳،ص ۳۱۳، ۵۰۔تفسیر ابن کثیر/ ج۳،ص ۵۱۸، ۵۱۔ابن سعد/ الطبقات/ ج۸،ص ۱۴۱، ۵۲۔ کشاف/ ج۳،ص ۵۵۶،

چہروں کو چادر اور برقعے وغیرہ کے ذریعے چھپا لیا کریں (۵۳)

جصاص احکام القرآن میں لکھتے ہیں:

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت اپنے چہرے کو اجنبیوں سے چھپانے کے لئے مامور ہے۔(۵۴)

اس آیت کی تفسیر میں تمام مفسرین ایک ہی بات بیان کر رہے ہیں کہ چہرہ پردے کا حصہ ہے، جس کا کھولنا عورت کے لئے جائز نہیں، اس کی روشنی میں یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ مفسرین سے سورۂ نور کی آیت **الا ماظھر منھا** کی تفسیر میں جو یہ منقول ہے کہ اس میں چہرہ شامل نہیں ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ آیت ستر ہے، آیت حجاب نہیں، اور اس میں صرف ستر کی حدود بیان کی گئی ہیں، اور ستر میں بلا اتفاق چہرہ شامل نہیں ہے، اس لئے عورت محارم کے سامنے چہرہ کھول سکتی ہے، ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ مفسرین دو مختلف آیات کی تفسیر میں دو مختلف موقف پیش کریں، ایک مقام پر چہرے کے پردے کی نفی کریں اور دوسرے مقام پر اس کو ثابت کردیں،

۳۔سورۂ احزاب میں بھی دوسرے مقام پر فرمایا:

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ (۵۵)

اور جب تم پیغمبر کی بیویوں سے ضرورت کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ازواج مطہرات نے اپنے اپنے گھروں کے دروازوں پر پردے لٹکا لئے تھے،

آیت کے ذیل میں مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں کہ پردے کے احکام جن مردوں اور عورتوں کو دیئے گئے ہیں ان میں عورتیں تو ازواج مطہرات (امت کی مائیں) ہیں جن کے دلوں کو پاک وصاف رکھنے کا ذمہ حق تعالیٰ نے لیا ہے جس کا ذکر اس سے پہلے آیت **لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا** میں مفصل آ چکا ہے۔دوسری طرف جو مرد مخاطب ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام ہیں جن میں سے بہت سے حضرات کا مقام فرشتوں سے بھی آگے ہے لیکن ان سب امور کے ہوتے ہوئے ان کی طہارت قلب اور نفسانی وساوس سے بچنے کے لئے یہ ضروری سمجھا گیا کہ مرد و

۵۳۔بیضاوی/ ص۴۲۹، ۵۴۔ ابوبکر الجصاص/ احکام القرآن/ دارالکتب العربی، بیروت، ۱۳۳۵ھ/ ج۳، ص ۲۷۳، ۵۵۔ سورۂ احزاب، آیت ۵۳،

عورت کے درمیان پردہ کرایا جائے۔ آج کون ہے جو اپنے نفس کو صحابہ کرام کے نفوس پاک سے اور اپنی عورتوں کے نفوس کو ازواج مطہرات کے نفوس سے زیادہ پاک ہونے کا دعویٰ کرے اور یہ سمجھے کہ ہمارا اختلاط عورتوں کے ساتھ کسی خرابی کا موجب نہیں۔ (۵۶)

جب صحابہ کرام جیسے نفوس پاک کو سامنے آکر بات کرنا منع ہے تو عام خواتین کے لئے چہرے کا چھپانا بطریق اولیٰ ضروری ہوگا۔

۴۔ پھر اسی آیت میں اس حکم کی علت یہ بیان فرمائی:

ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ. (۵۷)

یہ حجاب تمہارے اور ان کے قلوب کے لئے طہارت و پاکیزگی کا بہترین ذریعہ ہے

اس کا صریح اور صاف مطلب یہ ہے کہ جس طرح پردہ مرد اور عورت کی طہارت قلبی اور پاکیزگی کا ذریعہ ہے اسی طرح بے پردگی دلوں کی نجاست اور گندگی کا ذریعہ ہے۔

۵. وَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ (۵۸)

سو تم نرم لہجے میں بات نہ کیا کرو کہ اس سے اس شخص کو (فساد) خیال پیدا ہونے لگتا ہے جس کے دل میں مرض ہے۔

اس آیت میں آواز کی طبعی نزاکت کو چھپا کر بات کرنے کا حکم ہے۔ جب عورت کی آواز ایسی قابل اخفا ہے تو صورت یعنی چہرہ کیوں نہ قابل اخفا ہوگا جو فتنے کا اصل مبدا اور سبب ہے۔

۶۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ سورۂ احزاب کی اسی آیت میں ازواج مطہرات سے ضرورت کی چیز پردے کے پیچھے سے مانگنے کا جو حکم دیا گیا تھا وہ ازواج مطہرات کے لئے خاص تھا تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ عام مسلمان عورتوں کے لئے پردے کا کوئی حکم نازل ہی نہیں ہوا۔ پردے کا جو حکم امہات المؤمنین کے لئے نازل ہوا تھا وہ ان کے ساتھ ہی ختم ہوگیا، حالانکہ اس پر سب سلف و خلف کا اتفاق ہے کہ پردے کا حکم مسلمان عورتوں کے لئے ہے اور صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ صحابیات پردے کے حکم سے مامور تھیں۔

۷۔ سورۂ احزاب ہی میں عورتوں کے متعلق یہ حکم بھی ہے۔

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى (۵۹)

۵۶۔ معارف القرآن / ج ۷، ص ۲۰۰، ۵۷۔ سورۂ احزاب، ۵۳، ۵۸۔ سورۂ احزاب، آیت ۳۲، ۵۹۔ سورۂ احزاب، آیت ۳۳، ۶۰۔ سورۂ نور، آیت ۲۷، ۵۹۔ سورۂ احزاب، آیت ۳۳،

اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور زمانہ جاہلیت کی طرح اپنی زیب و زینت کا اظہار نہ کرو۔

اگر عورتوں کو کھلے منہ پھرنے کی اجازت ہوتی تو اللہ ان کو گھروں میں قرار پکڑنے کا حکم نہ دیتا اور نہ زمانہ جاہلیت کی طرح زیب و زینت کے اظہار سے منع فرماتا۔

۶۔ سورۂ نور میں ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا. (۶۰)

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں (بے دھڑک) نہ داخل ہو جایا کرو جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور وہاں رہنے والوں کو سلام نہ کر لو۔

اگر عورتوں کو عام طور پر چہرہ کھول کر پھرنا جائز ہوتا تو پھر کسی کے گھر میں داخل ہونے کے لئے اجازت لینا فرض اور واجب نہ ہوتا جیسا کہ اس آیت میں صراحتاً مذکور ہے۔

۷۔ سورۂ نور ہی میں ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ. (۶۱)

آپ مومن عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں۔

اگر عورتوں کو عام مردوں کے سامنے چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت ہے تو پھر ان کو نظریں نیچی رکھنے کا حکم دینے کی کیا ضرورت تھی۔

۸۔ اسی آیت میں **الا ما ظهر منها** سے متصل **وليضربن بخمرهن على جيوبهن** آیا ہے یعنی عورتوں کو چاہئے کہ وہ اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رکھیں۔

اس زمانے میں عرب کی عورتیں اپنے دوپٹے سر کے اوپر ڈال کر دونوں پلووں کو گردنوں کے پاس سے پشت پر ڈال لیا کرتی تھیں، اس طرح ان کے سینے کھلے رہتے تھے، آج کل بھی دیہات کی بعض بڑی بوڑھیاں اپنے دوپٹے اسی طرح پشت پر ڈال لیتی ہیں، ماڈرن اور فیشن ایبل خواتین اس سے بھی دو ہاتھ آگے ہیں، ان میں سے بیشتر تو دوپٹے سے ہی بے نیاز ہیں، باقیوں کا حال یہ ہے کہ وہ دوپٹے کو گردن میں ڈال لیتی ہیں، حالانکہ اللہ تعالٰی کا حکم یہ ہے کہ عورتیں ہر وقت اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈال کر رکھیں

۶۰۔ سورۂ نور، آیت ۲۷، ۶۱۔ سورۂ نور، آیت ۳۱،

تا کہ ان کے گریبان اور سینے کھلے نہ رہیں، پس جب عورتوں کو سینہ تک دو پٹے سے چھپانے کا حکم ہے تو چہرہ کھول کر مردوں کے سامنے آنے کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے۔

۹۔ اسی آیت میں اس کے بعد تاکید کے لئے زینت چھپانے کا حکم دوبارہ دیا گیا اور ساتھ ہی ۱۲ قسم کے محارم (باپ، بیٹا، بھائی وغیرہ) کا استثنیٰ ہے، جب عورت کو عام لوگوں کے سامنے چہرہ اور ہاتھ کھولنے کی اجازت ہوگی تو باپ بیٹا بھائی وغیرہ کے استثنا کی کیا ضرورت تھی۔ اس لئے آیت میں اس امر کی تصریح ہے کہ سوائے ان محارم کے جن کا آیت میں ذکر ہے کسی اور کے سامنے عورت کو چہرہ کھولنے کی اجازت نہیں۔

۱۰۔ سورۂ نور میں ہے۔

وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ. (۶۲)

اور عورتیں اپنے پاؤں (زمین پر) زور زور سے مار کر نہ چلیں کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ عورت کے لئے ہر ایسی حرکت ممنوع ہے جس سے اس کی چھپی ہوئی زینت کا اظہار ہو یہاں تک کہ اسے عطر اور خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلنا بھی منع ہے۔ (۶۳)

مذکور آیت سے ظاہر ہے کہ جس طرح زینت کا اظہار موجب فتنہ ہے اسی طرح زینت کی آواز کا اظہار بھی موجب فتنہ اور ممنوع ہے، ظاہر ہے عورت کی آواز زیور کی آواز سے زیادہ فتنے کا سبب ہے، اس لئے عورت کی آواز زینت کی آواز سے زیادہ حرام ہوگی، ایسی صورت میں چہرہ اور ہتھیلیاں کھولنا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔

جس طرح عورت کے لئے اپنے زیور کی آواز کا نکالنا ناجائز اور حرام ہے اسی طرح عورت کا اپنی آواز نکالنا مثلاً کسی اجنبی مرد سے بلا ضرورت بے تکلفی سے باتیں کرنا یا گانا گانا وغیرہ بدرجہ اولیٰ حرام ہوگا۔ لہٰذا عورت کی آواز کا بھی پردہ واجب ہے۔

۱۱۔ سورۂ نور میں دوسری مقام پر ارشاد ہے:

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِیْنَةٍ ط وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ. (۶۴)

۶۲۔ سورۂ نور، آیت ۳۲، ۶۳۔ تفسیر ابن کثیرؒ ج ۲، ص ۲۸۵، ۶۴۔ سورۂ نور، آیت ۶۰

اور بڑی بوڑھی عورتیں جنہیں نکاح کی امید ہی نہ رہی ہو تو ان پر بھی کچھ گناہ نہیں
کہ وہ اپنے (زائد) کپڑے (چادریں) اتار دیا کریں۔ بشرطیکہ وہ اپنی زینت
ظاہر کرنے والی نہ ہوں۔ اور اگر وہ اس (چادریں اتارنے) سے بھی بچیں تو
ان کے لئے زیادہ بہتر ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اتنی بوڑھی عورت جس کی طرف رغبت کا کوئی احتمال ہی نہ رہے، برقع کے بغیر باہر نکل سکتی ہے۔ مگر اس کے لئے بھی بہتر یہی ہے کہ چہرہ نہ کھولے۔ پس جب بوڑھی عورت کے لئے بھی بہتر اسی کو قرار دیا گیا کہ وہ چہرہ ڈھانپ کر رکھے تو نوجوان عورت کے لئے چہرہ کھولنے کی اجازت کیسے ہوسکتی ہے۔

پردہ اور احادیث نبوی ﷺ

پردے کے بارے میں قرآنی آیات کے بعد بعض احادیث پیش کی جاتی ہیں، جن سے پردے کے اسلامی تصور پر روشنی پڑتی ہے۔

۱۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے راویت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازار کا ذکر فرمایا تو انہوں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! عورت کے لئے کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا عورت ایک بالشت لٹکا لے۔ حضرت ام سلمہ نے عرض کیا ایسی صورت میں تو اس کے پاؤں نظر آئیں گے، آپ نے فرمایا تو پھر اسے چاہئے کہ وہ ایک ہاتھ کی مقدار تک چادر لٹکا لے۔ (۶۵)

اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ جب گھر سے باہر نکلتے وقت عورت کے لئے پاؤں چھپانے کا اتنا اہتمام ہے تو چہرہ چھپانے کا کتنا اہتمام ہوگا جو حسن و جمال کا اصل مظہر اور جذبات کو برانگیختہ کرنے میں پاؤں سے کہیں زیادہ مؤثر ہے۔

۲۔ ابو داؤد میں حضرت ابو اسید انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں اور عورتوں کو راستے میں باہم مخلوط ہو کر چلتے ہوئے دیکھا تو عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم ادھر ادھر ہو جاؤ، تمہیں راستے کے درمیان میں نہیں چلنا چاہئے۔ یہ سن عورتیں دیواروں سے لگی لگی چلنے لگیں یہاں تک کہ ان کے کپڑے دیواروں سے رگڑ کھاتے تھے۔ (۶۶)

۶۵۔ ابوداؤد/ ج۴، ص۴۳، رقم ۴۱۱۷۔ داری/ ج۳، ص۳۶۱، ۶۶۔ ابن کثیر/ ج۳، ص۲۸۶،

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جب عورتوں کو راستہ چلتے وقت مردوں کے ساتھ مخلوط ہو کر چلنے کی اجازت نہیں تو ان کو کھلے منہ مردوں کے سامنے آنے جانے کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے۔

۳۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار پر مسلمانوں کی کثرت ظاہر کرنے کے لئے عورتوں کو بھی عید کی نماز کے لئے نکلنے کا حکم فرمایا تو ایک عورت نے سوال کیا کہ اگر کسی کے پاس چہرہ ڈھانپنے کے لئے بڑی چادر نہ ہو تو وہ کیا کرے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی ساتھی عورت کو چاہئے کہ وہ اپنی چادر عاریتاً اسے دیدے۔(۶۷)

اگر اسلام میں عورت کے بے پردہ نکلنے کی اجازت ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم عاریتاً دینے کی بات نہ فرماتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ چہرے کے پردے کی اتنی تاکید ہے کہ اگر دوسری عورت سے چادر لینی پڑے تو لے لے مگر بے پردہ مردوں کے سامنے نہ آئے۔

۴۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اے علی! عورت پر اچانک نظر پڑ جانے کے بعد دوسری مرتبہ (قصداً) نگاہ مت ڈالو۔ پہلی اچانک نظر تو معاف ہے مگر دوسری (بالارادہ) جائز نہیں۔ (۶۸)

۵۔ حضرت جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کسی نامحرم عورت پر اچانک نظر پڑ جائے تو کیا کرنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا کہ (فوراً) نظر کو ہٹا لو۔(۶۹)

۶۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے باوثوق ذریعے سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دیکھنے والے پر بھی لعنت فرمائی ہے، اور اس پر بھی جس کو دیکھا جائے۔(۷۰)

۷۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی عورت کے محاسن یعنی حسن و جمال کو پہلی مرتبہ دیکھ کر اپنی آنکھ بند کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسی عبادت نصیب فرمائے گا، جس کی حلاوت (شیرینی) وہ اپنے دل میں محسوس کرے گا۔(۷۱)

۶۷۔ ترمذی/ ج۲، ص۶۵، رقم ۵۳۹۔ بخاری/ کتاب الحیض، باب شہود الحائض العیدین۔ مسلم/ ج۲، ص۲۴، رقم ۸۹۰، ۱۲، ۶۸۔ ترمذی/ ج۴، ص۳۵۶، رقم ۲۷۸۶۔ ابو داؤد/ ج۲، ص۲۱۴، رقم ۲۱۴۰، ۶۹۔ ابو داؤد/ ج۲، ص۲۱۴، رقم ۲۱۴۸، ۷۰۔ مشکوۃ/ کتاب النکاح، باب النظر الی المخطوبہ و بیان العورات، ۷۱۔ مسند احمد/ ج۶، ص۳۵۴، رقم ۲۱۷۷۵،

۸۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے۔آپ نے فرمایا کہ (بتاؤ) عورت کے لئے کونسا کام سب سے بہتر ہے،اس پر صحابہ خاموش ہو گئے۔ حضرت علی کہتے ہیں کہ میں نے واپس آ کر حضرت فاطمہؓ سے دریافت کیا کہ عورتوں کے لئے سب سے بہتر کام کونسا ہے؟حضرت فاطمہؓ نے فرمایا کہ نہ وہ مردوں کو دیکھے اور نہ مرد اس کو دیکھیں۔میں نے یہ جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ فاطمہ میری ہی لخت جگر ہے۔(۷۲)

۹۔حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے سال قبیلۂ خشعم کی ایک عورت آئی اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے بندوں پر جو حج فرض کیا ہے وہ میرے باپ پر ایسے وقت میں عائد ہوا ہے کہ وہ بہت بوڑھا ہے۔سواری پر ٹھیک طرح بیٹھ بھی نہیں سکتا۔اگر میں اس کے بدل میں حج کر لوں تو کیا اس کی طرف سے ہو جائے گا۔آپ نے فرمایا ہاں،حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ فضل (جو اس وقت آپ کے پیچھے سوار تھے) اس عورت کی طرف دیکھنے لگے اور وہ عورت بھی فضل کی طرف دیکھ رہی تھی۔آپ نے فضل کا منہ دوسری طرف پھیر دیا۔ (۷۳)

۱۰۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محرمہ (احرام والی) عورت (چہرے پر) نقاب نہ ڈالے اور نہ (ہاتھوں میں) دستانے پہنے۔(۷۴)

اس سے معلوم ہوا کہ آپ کے زمانے میں بھی عورتوں کو چہرہ چھپانے کا حکم تھا اور عورتیں چہرے پر نقاب ڈال کر نکلتی تھیں۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ حج کے دوران حالتِ احرام میں عورت پر غیر مردوں سے چہرے کو چھپانا اور پردہ کرنا فرض نہیں بلکہ حج کے دنوں میں حالت احرام میں بھی غیر مردوں سے چہرہ چھپانا اسی طرح فرض اور ضروری ہے جس طرح عام دنوں میں فرض ہے۔فرق صرف یہ ہے کہ احرام کی حالت میں چہرے پر نقاب اس طرح ڈالنا ہے کہ وہ چہرے کو مس بھی نہ کرے اور پردہ بھی ہو جائے۔اس کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ایک یہ کہ چہرے اور نقاب کے درمیان ہاتھ رکھ کر نقاب کو چہرے سے علیحدہ رکھے۔ دوسری صورت یہ کہ چھجے والی ٹوپی سر پر رکھ کر نقاب اس کے اوپر سے ڈالی جائے۔یہ صورت زیادہ سہل ہے،اور بھی صورتیں ہو سکتی ہیں،اصل مقصود پردہ کرنا اور نقاب کو چہرے سے علیحدہ رکھنا ہے۔جیسا کہ آگے حضرت عائشہؓ کی روایت میں بیان ہو رہا ہے۔

۷۲۔مسند بزار، دار قطنی، ۷۳۔ مسلم/ ج۲،ص۲۹۷،رقم ۱۳۳۴، ۷۴۔ابو داؤد/ ج۲،ص۱۰۵،رقم ۱۸۲۵،

۱۱۔ابن عباس کی روایت میں ہے کہ عورت اپنی زینت صرف اپنے گھر میں ان لوگوں کے سامنے ظاہر کرسکتی ہے جن کو اس کے سامنے آنے اور گھر میں داخل ہونے کی شرعاً اجازت ہے۔(۷۴/الف)

اس کا مطلب محارم کے سامنے آنا ہے، بے پردہ پھرنا مراد نہیں۔

۱۲۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کو جاتے ہوئے احرام کی حالت میں تھے۔جب ہمارے پاس سے کوئی سوار گزرتا تو ہم اپنی چادر اپنے سر کے اوپر کھینچ کر اپنے چہروں پر لے آتے اور جب ہم آگے بڑھ جاتے تو ہم اپنے چہروں کو کھول دیتے تھے۔(۷۵)

۱۴۔حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے پردہ عورت شیطان کی صورت میں سامنے آتی ہے اور شیطان کی صورت میں ہی واپس جاتی ہے۔ (۷۶)

۱۵۔حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت گویا ستر ہے۔جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیاطین اس کو اپنی نظر کا نشانہ بناتے ہیں۔(۷۷)

یعنی جس طرح ستر کو چھپانا ضروری ہے اسی طرح عورت کے لئے پردے میں رہنا ضروری ہے

۱۶۔ترمذی، ابوداؤد اور نسائی کی روایت میں ہے کہ ہر آنکھ زانیہ ہے۔عورت جب عطر لگا کر پھول پہن کر مہکتی ہوئی مردوں کی مجلس کے پاس سے گزرے تو وہ ایسی اور ایسی ہے۔(یعنی زانیہ)۔(۷۸)

فقھائے کرام اور حجاب:

یہ چند احادیث کے حوالہ جات تھے، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ چہرہ پردے کا نہ صرف حصہ ہے، بلکہ اس کا اہم ترین جز ہے، اب ہم فقہا کی خصوصاً ائمہ اربعہ کی روایات اور اقوال کی روشنی میں اس مسئلے کا جائزہ لیتے ہیں۔

چنانچہ مالکیہؒ، شوافعؒ اور حنابلہ کے نزدیک تو مطلقاً ہر حالت میں چہرے کا پردہ فرض ہے، حنفیہؒ میں سے متقدمین نے شہوت کے ہوتے ہوئے چہرے کا پردہ فرض کیا، بصورت دیگر اس میں گنجائش دی تھی

۷۴/الف۔معارف القرآن/ مولانا محمد ادریس کاندھلوی/ ج۵، ص۱۱۹، ۷۵۔ابوداؤد/ ج۲، ص۱۰۸، رقم ۱۸۳۳۔ابن ماجہ/ ص۲۹۳۵، ۷۶۔مسلم/ ج۲، ص۳۲۹، رقم ۱۴۰۳۔ترمذی/ ج۲، ص۳۸۵، رقم ۱۱۶۱۔ابوداؤد/ ج۲، ص۲۱۵، رقم ۲۱۵۱، ۷۷۔ ترمذی/ ج۲، ص۳۹۲، رقم ۱۱۷۶، ۷۸۔ ترمذی/ ج۴، ص۳۰۶، رقم ۲۷۸۶، ابوداؤد/ ج۴، ص۵۱، رقم ۴۱۷۳، نسائی کتاب الزینۃ، باب ما یکون للنساء من الطیب،

مگر متاخرین نے فسادِ زمانہ کی وجہ سے مطلقاً حرمت کا فتویٰ دیا ہے۔(۷۹)

اس طرح شامیہ میں ہے کہ عورت کے لئے چہرہ چھپانا واجب ہے، کیونکہ اگر چہ یہ ستر میں داخل نہیں لیکن شہوت اور میلان کو برانگیختہ کرنے کا سبب ہے۔(۸۰)

اسی طرح عورت کے بالوں اور ناخنوں کو دیکھنا جائز نہیں اگر چہ بدن سے جدا ہو چکے ہوں۔(۸۱) جب بال اور ناخن کو جدا ہونے کے بعد بھی دیکھنا جائز نہیں تو جیتے جاگتے چہرے کا دیکھنا کیسے جائز ہوسکتا ہے۔

اس کے علاوہ فقہا کی بعض دوسری عبارتوں سے بھی اس مسئلے پر روشنی پڑتی ہے، یہ وہ عبارتیں ہیں، جن کا تعلق براہ راست پردے کے ساتھ نہیں ہے، مگر ان میں خواتین کے لئے وہ احکامات ذکر کئے گئے ہیں، جن کا مقصد انہیں مشکلات سے بچانا اور فتنے کے امکان کو کم سے کم کرنا ہے، جو پردے کی مشروعیت کا اصل سبب ہے، ذیل میں ان میں سے چند عبارتیں پیش کی جاتی ہیں۔

امام سرخسی عورت کے لئے حالتِ سفر میں محرم کی ضرورت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> عورت فتنے کا محل ہے اور عورتوں کے زیادہ ہونے سے فتنہ بڑھے گا، ختم نہ ہوگا، یہ فتنہ صرف محافظ کی وجہ سے ہی اٹھ سکتا ہے جو صرف حفاظت کرتا ہے اور خود ان میں خواہش نہیں رکھتا اور وہ محرم ہی ہوسکتا ہے۔(۸۲)

علامہ بدرالدین عینی زیارتِ قبور کا مسئلہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ قبور کی زیارت خواتین کے لئے مکروہ ہے بلکہ اس زمانے میں حرام ہے اور بالخصوص مصر کی خواتین (کے لئے) کیونکہ ان کا باہر نکلنا ایسے طریقے سے ہوتا ہے جو فساد اور فتنے کا باعث ہے۔(۸۳)

دوسرے مقام پر امام عینی فرماتے ہیں کہ جوان عورتوں کے علاوہ دیگر عورتوں کو سلام کرنا جائز ہے کیونکہ جوان عورتوں سے گفتگو کرنے میں نظر بہک جانے کا خدشہ ہوتا ہے۔(۸۴) اور امام نووی فرماتے ہیں کہ فقہائے احناف کا موقف یہ ہے کہ جب عورتوں میں کوئی محرم نہ ہو تو مرد عورتوں کو سلام نہ

۷۹۔ ابن العابدین شامی (م ۱۳۵۲ھ)/ ردالمختار/ المکتبہ الماجدیہ، کوئٹہ/ ج ۶، ص ۳۷، ۸۰۔ ایضاً/ ج ۱، ص ۴۰۶، ۸۱۔ ایضاً/ ج ۶، ص ۳۷۱، ۸۲۔ السرخسی، المبسوط/ دارالمعرفہ، بیروت/ ج ۱۲، ص ۸۲، ۸۳۔ بدر الدین عینی/ عمدۃ القاری/ دارالفکر، بیروت/ ج ۸، ص ۷، ۸۴۔ ایضاً/ ج ۲۲، ص ۲۴۴،

کریں۔(۸۵)

امام ابن عابدین فرماتے ہیں کہ صالحہ عورت کو چاہئے کہ اس کی طرف فاجرہ عورت نہ دیکھے کیونکہ وہ اس نیک خاتون کے حسن کا آدمیوں کے سامنے چرچا کرے گی، سو نیک عورت کو ایسی فاحشہ عورت کے سامنے اپنی اوڑھنی اور چادر کو بھی نہ اتارنا چاہئے۔(۸۶)

اسی طرح امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> سو خواتین کو ستر کا حکم ہے کہ کسی شخص کا عورت کی آواز کو نہ سننا ان خواتین کے حق میں بہتر اور زیادہ ستر کا باعث ہے۔ سو عورت اپنی آواز تلبیہ کے وقت بلند نہ کرے اور صرف اپنے آپ کو سنائے۔(۸۷)

> امام شرف الدین نووی فرماتے ہیں: اگر اجنبی عورت کو دیکھنا حرام ہے تو اسے چھونا بدرجہ اولیٰ حرام ہے، کیونکہ اسے چھونا بہت زیادہ لذت کا باعث ہے۔ (۸۸)

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

> اور جب کوئی شخص عورت کے دروازے پر دستک دے تو وہ نرم آواز سے جواب نہ دے بلکہ سخت آواز سے جواب دے۔(۸۹)

سو جب محض آواز کو نرم کرنے کی ممانعت ہے تو کیا کھلے چہرے کے ساتھ مردوں کے سامنے آنے کی اجازت شریعت دے سکتی ہے؟

امام جلال الدین محلی فرماتے ہیں:

> مسلمان خواتین کے لئے ان (کافر خواتین) کے سامنے ستر کھولنا جائز نہیں (۹۰)

یہ حکم بھی فتنے کے رفع کرنے کے لئے ہے۔ ان تمام مسائل میں بنیاد فتنے کو بنایا گیا ہے، ہر باشعور شخص اندازہ کر سکتا ہے کہ عورت کی آواز، جسم، حرکات و سکنات اور بارپردہ آنے جانے میں زیادہ فتنے

۸۵۔ شرف الدین نووی/ شرح مسلم/ قدیمی کتب خانہ، کراچی/ ج۲، ص۲۱۵، ۸۶۔ رد المحتار/ ج۵، ص۲۶۳، ۸۷۔ الشافعی، محمد بن ادریس (م ۲۰۴ھ) کتاب الام/ دار المعرفہ، بیروت/ ج۲، ص۱۵۶، ۸۸۔ نووی/ روضۃ الطالبین/ المکتبۃ الاسلامی، بیروت، ۱۹۶۶ء/ ج۷، ص۲۷، ۸۹۔ ایضاً/ ج۷، ص۲۱، ۹۰۔ تفسیر جلالین/ دار المعرفہ بیروت/ ص۳۵۴

کا امکان ہے، یا کھلے چہرے کے ساتھ نامحرموں کے سامنے آنا زیادہ فتنے کا باعث ہے؟ اس لئے اس مسئلے کو اسی تناظر میں دیکھنا چاہئے، جس تناظر میں شریعت نے اسے بیان کیا ہے، اپنے فہم، وجدان اور ماحول کو شریعت پر چسپاں کرنا نہ عین شریعت ہے نہ منشائے شریعت کے مطابق ہے، نہ اسے دین کی خدمت تصور کیا جا سکتا ہے، اسی لئے اسے قبولیت عامہ بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔

اوپر بیان ہونے والی تفصیل یہ بات واضح کرنے کے لئے کافی ہے کہ حجاب اور پردے کی شریعت کے ہاں کیا حیثیت ہے؟ اور اس کا شرعی طریقہ کیا ہے؟ اگر مقصود شریعت کا حکم جاننا ہو تو اس کے لئے یہ دلائل کافی ثابت ہو سکتے ہیں، باقی ہدایت تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ وما توفیقی الا باللہ

اللہ تعالیٰ کا بے پایاں شکر و احسان ہے کہ السیرہ کا یہ شمارہ اس کا دسواں شمارہ ہے، گذشتہ شماروں کی طرح یہ شمارہ بھی چار سو صفحات کی ضخامت لئے ہوئے ہے، اس طرح اب تک السیرہ اپنے قارئین کی خدمت میں چار ہزار سے زائد صفحات ہدیہ کر چکا ہے، ان صفحات میں کیا کچھ پیش کیا جا سکا ہے؟ اس کا سرسری جائزہ اس شمارے کے آخر میں دیئے گئے السیرہ کے دس شماروں کے موضوعی اشاریے سے لیا جا سکتا ہے،

ہم اس موقع پر ایک بار پھر اپنے تمام قارئین کے ساتھ ساتھ تمام قلمی معاونین کا شکریہ ادا کرتے ہیں، جس کا بے لوث تعاون السیرہ کو یہاں تک پہنچانے میں ممد و معاون ثابت ہوا اور امید رکھتے ہیں کہ نہ صرف یہ تعاون جاری رہے گا، بلکہ اس کا دائرہ مزید وسیع ہوگا تا کہ ان موضوعات کا احاطہ کرنے میں بھی ہم کامیاب ہو سکیں، جو اب تک السیرہ کے صفحات میں نہیں آ سکے۔

قارئین السیرہ کے یہ امر بھی مسرت کا باعث ہوگا کہ امسال سیرت کانفرنس (زیر اہتمام وزارت مذہبی امور حکومت پاکستان اسلام آباد) میں ایک بار پھر السیرہ کو سند امتیاز (سیرت ایوارڈ) کا حق دار قرار دیا گیا، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس سلسلے کو قبول فرمائے، ہم سب کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے، اور ہمیں اسے جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔